جناب محمد نقی رفیع
اسلامک انسٹیٹیوٹ آف میڈیا ریسرچ کراچی

دینی مدارس اور فوج کے تعلقات مغربی میڈیا اور انگریزی اخبارات کی شر انگیزیاں

سال ڈیڑھ سال کی خاموشی کے بعد انگریزی اخبارات کے ذریعے جن کو مراعات یافتہ مقتدر طبقہ خصوصی توجہ سے پڑھتا ہے دوبارہ دینی مدارس کے خلاف بھرپور مہم شروع ہو گئی ہے غالباً مخالفین دینی مدارس کو توقع ہے کہ جو کام غیر فوجی حکومتیں کرنے سے خائف تھیں وہ کام فوجی حکومت کر سکتی ہے۔ ترکی، مصر اور الجزائر میں دینی اداروں کیساتھ جو کچھ ہوا ہے وہ پاکستان میں اسے دہرانا چاہتے ہیں۔ دشمنانِ اسلام کی مہم سے متاثر ہو کر نواز شریف نے بھی دہشت گردی کاالزام طالبان پر عائد کر دیا تھا سب جانتے ہیں کہ طالبان دینی مدارس ہی کے فارغ التحصیل ہیں۔ دشمنانِ اسلام کی سوچ ہے کہ وہ اپنی شر انگیز مہم سے موجودہ فوجی حکومت کو بھی ورغلا سکیں گے۔ انکی شر انگیزی کا نمونہ روزنامہ ڈان 17 اکتوبر 99 میں معروف کالم نویس امینہ جیلانی کی تحریر سے ہو سکتا ہے جس کی تلخیص درج ذیل ہے۔

"دہشت گردی، فرقہ وارانہ قتلِ عام اور مدارس ان سب کا تعلق طالبان سے ہے۔ ان سے بھی کسی کو نمٹنا ہے۔ اخبار ڈان نے گزشتہ اتوار کو اپنے آڈیٹوریل میں باور کرایا تھا کہ نواز شریف کو اتنی دیر سے اس مسئلہ کا کیوں احساس ہوا اگر عرصہ دراز تک اس مسئلہ سے چشم پوشی کی گئی تو اس کا مقصد یہ نہیں کہ اسے مزید نظر انداز کیا جائے۔ 97ء میں حکومت پاکستان کے جائزہ کے مطابق 100 مدارس میں عملی فوجی تربیت دی جاتی ہے۔ ان مدارس سے ہر سال مختلف دہشت گرد تنظیموں کو نئے رنگروٹ ملتے ہیں جن کی برین واشنگ کر دی جاتی ہے۔ ہزاروں نوجوانوں کو فرقہ پرست دہشت گرد بنایا جاتا ہے اور لڑنے مرنے کیلئے بھیج دیا جاتا ہے۔ یہ بات اس طرح ثابت ہوتی

ہے کہ 97ء میں قانون نافذ کرنے والے اداروں نے 45 فرقہ پرست دہشت گردوں کو جو قتل کی وارداتوں میں ملوث تھے گرفتار کیا تھا۔ یہ سب کے سب دینی مدارس کے سابق طلبہ تھے۔ ان میں سے ہر ایک کو علم تھا کہ اگر پکڑے گئے تو کیا سزا ہوگی۔ لیکن ان کا کہنا تھا کہ ہمیں اگر دوسری زندگی ملی تو بھی ہم یہی کچھ کریں گے کیونکہ اس کا صلہ جنت ہے۔"

اسلامک انسٹی ٹیوٹ آف میڈیا ریسرچ، عالمگیر مسجد اس شر انگیز پراپیگنڈہ سے معزز مدیران اخبارات و جرائد اور معروف دینی مدارس کو باقاعدگی سے آگاہ رکھتی ہے تاکہ اس شر انگیز مہم کا تدارک کیا جا سکے۔ پانی کے قطرے بھی اگر مسلسل ایک جگہ گریں تو سوراخ پیدا کر دیتے ہیں۔ میڈیا تو بہت طاقتور ابلاغی ذریعہ ہے۔ ہمیں اس شر انگیز مہم سے غفلت نہیں برتنی چاہیے نہ صرف اس شر انگیز مہم کا تدارک بلکہ دینی مدارس کے مثبت پہلوؤں کو اجاگر کرنا بھی ضروری ہے۔ مندرجہ ذیل حقیقتوں کو اجاگر کیا جا سکتا ہے۔

(۱) آج تک کسی بھی دینی مدرسہ میں دشہت گردی کا کوئی واقعہ نہیں ہوا جب کہ کالجوں اور یونیورسٹیوں میں یہ روزمرہ کے واقعات ہیں۔ مسلح طلبہ تنظیموں کے کارکن ایک دوسرے کو بیدردی سے قتل کرتے ہیں یہاں تک کہ پروفیسر، پرنسپل اور انکے اہل خانہ تک کو مار دیتے ہیں۔

(۲) کسی بھی دینی مدرسہ سے آج تک کوئی اسلحہ برآمد نہیں ہوا جب کہ کالجوں، یونیورسٹیوں اور انکے ہاسٹلز سے اکثر اسلحہ برآمد ہوتا رہتا ہے۔

(۳) کبھی کسی ایک مسلک کے طلبہ کا دوسرے مسلک کے طلبہ سے لڑائی جھگڑا نہیں ہوا۔ مدارس پر فرقہ وارانہ دہشت گردی کا الزام محض الزام ہے اسکے برعکس کالجوں اور یونیورسٹیوں کے طلبہ کی لسانی اور سیاسی تنظیموں پر یہ الزام ثابت ہو چکا ہے۔ کراچی یونیورسٹی جیسے موقر ادارہ میں سیکورٹی فورسز اور رینجرز تعینات کئے بغیر تعلیمی سرگرمیوں کا جاری رہنا محال ہے۔ دینی مدارس کے طلبہ کبھی آوارہ گردی کرتے نظر نہیں آئیں گے۔ لڑکیوں کو پریشان کرنے وغیرہ جیسی حرکتوں میں ملوث نہیں پائے گئے جب کہ کالجوں اور یونیورسٹیوں میں یہ روزمرہ کا معمول ہے۔

(۴) دینی مدارس کے طلبہ کبھی نشہ آور اشیاء مثلاً ہیروئن اور شراب وغیرہ کے استعمال میں

ملوث نہیں پائے گئے جبکہ کالجوں اور یونیورسٹیوں کے طلباء میں یہ لعنت تیزی سے پھیل رہی ہے جسکی وجہ اخلاقی تربیت اور دینی تعلیم کی کمی ہے۔

(۵) دینی مدارس کے فارغ التحصیل کبھی رشوت اور لوٹ کھسوٹ میں ملوث نہیں پائے گئے جب کہ اعلیٰ سے اعلیٰ یونیورسٹیوں کے فارغ التحصیل خواتین و حضرات نے ملک کو لوٹنے کھسوٹنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ وجہ اسکی یہ ہے کہ مغربی سیکولر تعلیمی اداروں میں خود غرضی اور نفس پرستی سکھائی جاتی ہے جب کہ دینی اداروں میں خدمت خلق اور قربانی کا جذبہ پیدا کیا جاتا ہے اور دینی مدارس کے طلباء کیلئے ملک اور قوم کو لوٹنا کھسوٹنا تو نا قابل تصور ہے وہ تو اسکے لئے اپنی قیمتی جان بھی نذر کرنے کو تیار رہتے ہیں۔

(۶) دینی مدارس کے طلبہ کی افغانستان کے جہاد اور کشمیر کی تحریک آزادی میں شرکت کو دشمنان اسلام دہشت گردی کے طور پر پیش کرتے ہیں جب کہ یہ حکومت کی ایماء کے بغیر ممکن ہی نہیں ہو سکتا تھا اور یہ دہشت گردی نہیں بلکہ عین وفاداری کا ثبوت تھا۔

(۷) دینی مدارس کے طلبہ قانون کا احترام کرنیوالے، بڑوں کی عزت اور والدین کی خدمت کرنے والے ہیں جب کہ کالج کے طلبہ میں یہ خصائل شاذ و نادر ہی پائے جاتی ہیں۔

(۸) سب سے اہم چیز یہ کہ دینی مدارس میں کلام اللہ اور دین اسلام کی تعلیم دی جاتی ہے جسکے نام پر یہ ملک قائم کیا گیا ہے اور ملک کے دستور کا بنیادی جزو ہے جب کہ کالجوں میں چند تنظیموں کے علاوہ باقی سب تنظیمیں صوبائیت اور لسانیت کی بنیاد پر نفرت پھیلاتی ہیں۔ ملک توڑنے کا کھلے عام پراپیگنڈہ کرتی ہیں۔

دینی مدارس کے بے شمار مثبت پہلو ہیں لیکن انکے خلاف پراپیگنڈہ کا تدارک کرنے میں غفلت برتی گئی ہے جس کی وجہ سے تعلیم یافتہ اور خصوصاً مقتدر طبقہ میں دینی مدارس کے متعلق غلط تصورات ہیں۔ ہمارے دینی اداروں اور مدارس کے پاس الحمد للہ صلاحیت بھی ہے اور وسائل بھی اگر اپنے خلاف شر انگیز پراپیگنڈہ کا تدارک کرنے اور اپنے مثبت پہلوؤں کو اجاگر کرنے میں مزید غفلت برتی گئی تو اس کے نتائج انتہائی ناخوشگوار ہو سکتے ہیں۔